تاثرات

دارالمصنفین (اعظم گڑھ) برصغیر پاک و ہند کا ایک قدیم اور مشہور ترین تصنیفی و تالیفی ادارہ ہے۔ اس کا منصوبہ مولانا شبلی نعمانی نے تیار کیا تھا، اس اعتبار سے ان ہی کو اس کا بانی کہا جاتا ہے۔ اس کے قیام کا اصل مقصد دارالعلوم ندوۃ العلما (لکھنؤ) کے طلبا میں تصنیف و تالیف کا ذوق پیدا کرنا اور اس اہم خدمتِ علم کے لیے ان کو تیار کرنا تھا۔ چنانچہ مارچ ۱۹۱۰ء میں دہلی میں ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا تو اس میں مصنفین اور اہلِ قلم کے لیے تحقیقی کام کرنے کی غرض سے ایک بہت بڑے کتب خانے کے قیام کی تجویز پیش کی گئی اور مولانا شبلی نے اپنے شاگردِ رشید سید سلیمان ندوی سے اس اجلاس میں "ندوہ میں ایک عظیم الشان کتب خانہ کی ضرورت" کے عنوان سے ایک مقالہ پڑھایا اور بطورِ خاص ہدایت کی کہ اس سلسلے میں دارالمصنفین کے قیام کی تجویز بھی پیش کی جائے۔ چنانچہ سید صاحب فرماتے ہیں کہ ندوۃ العلما اس قسم کے اہلِ علم تیار کرنا چاہتا ہے جو تکمیل کے بعد تصنیف و تالیف کو اپنا مطمحِ نظر ٹھہرائیں اور ایک بڑے پیمانے پر شعبہ تالیف و تصنیف قائم کیا جائے۔

اپریل ۱۹۱۰ء کے "الندوہ" میں مولانا ابوالکلام آزاد نے اجلاسِ دہلی کی تجاویز اور کارروائی پر تبصرہ کیا تو مجوزہ کتب خانہ اور دارالمصنفین کے قیام کی زوردار الفاظ میں تائید کی اور اسے قوم کی شاہراہ مقصود قرار دیا۔ لیکن اس کے جلد ہی بعد ندوہ کے اندرونی حالات نے ایسی صورت اختیار کرلی کہ جس سے مولانا شبلی ذہنی طور پر پریشان ہوگئے، مگر دارالمصنفین کے قیام کا منصوبہ بدستور ان کے ذہن میں موجود رہا۔ بالآخر ۱۹۱۳ء میں انھوں نے اس کا پورا خاکہ مرتب کرلیا اور ۱۱ر فروری ۱۹۱۴ء کے الہلال (کلکتہ) میں اسے شائع کردیا گیا۔ اس پر اگرچہ بعض حضرات کی طرف سے کچھ اعتراض

بھی ہوئے مگر مجموعی طور سے اہلِ علم نے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور مولانا کی تائید کی۔

دار المصنفین کے بارے میں ایک سوال یہ تھا کہ کہاں قائم کیا جائے۔ ابھی یہ مسئلہ زیرِ غور ہی تھا کہ اگست ۱۹۱۴ء کو مولانا شبلی کے بھائی مولوی محمد اسحاق وفات پا گئے۔ ان کی وفات سے کچھ دن بعد مولانا اعظم گڑھ گئے تو وہیں دار المصنفین قائم کرنے کا عزم کر لیا اور اس کے لیے اپنا باغ جو گیارہ بیگھے زمین پر مشتمل تھا، وقف کر دیا۔ وہ اس کی تقریبِ افتتاح کی تیاریاں کر رہے تھے کہ ۱۸ر نومبر ۱۹۱۴ء کو خود اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اب ان کے مخلص اور سعادت مند شاگردوں نے کمرِ ہمت باندھی۔ اور ان کے انتقال کے تین دن بعد ۲۱ر نومبر کو اس کے قیام کا اعلان کر دیا اور اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ کچھ اہلِ علم کے مشورے کے بعد ۴ جون ۱۹۱۵ء کو اس کے اغراض و مقاصد اور قواعد و ضوابط کا رجسٹریشن بھی کرا لیا گیا۔ دار المصنفین اعظم گڑھ پانچ شعبوں میں تقسیم ہے۔ (۱) شعبہ تصنیف و تالیف۔ (۲) شعبہ طباعت۔ (۳) شعبہ اشاعت۔ (۴) شعبہ رسالہ معارف اور (۵) کتب خانہ۔ اس کی طرف سے سب سے پہلی کتاب سید سلیمان ندوی کی ارض القرآن شائع کی گئی تھی۔

یہ کل سترہ بیگھے زمین ہے، جس میں دار المصنفین کے تمام شعبے الگ الگ عمارتوں میں قائم ہیں اور اس کے رفقائے علمی کے لیے مکانات بھی اسی احاطہ میں تعمیر کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک مہمان خانہ اور مسجد بھی ہے۔ ان حضرات کے شب و روز اسی احاطے میں گزرتے ہیں۔ وہ چوبیس گھنٹے علمی کاموں میں مشغول رہتے ہیں اور سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ بقول اس کے ڈائریکٹر مولانا سید صباح الدین عبدالرحمٰن کے، لوگ انھیں "علمی بھکشو" کہتے ہیں۔ اب تک دار المصنفین کی طرف سے سو سے زیادہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ جو مواد، معلومات، کاغذ، کتابت، طباعت، صحت وغیرہ کے اعتبار سے نہایت معیاری کتابیں ہیں۔ ان کا اصل موضوع اسلامی تاریخ اور اس کے مختلف گوشے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس ضمن میں دار المصنفین کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

قیامِ پاکستان کے بعد حالات نے کچھ ایسا رخ اختیار کر لیا تھا کہ دار المصنفین کی مطبوعات کا پاکستان میں پہنچنا اگر ناممکن نہیں، تو بہت مشکل ضرور ہو گیا تھا، جس سے فائدہ اٹھا کر کچھ ناشروں اور

تاجران کتب نے ان کتابوں کی اشاعت و طباعت کا سلسلہ شروع کر دیا تھا اور یہ بالکل ناجائز تھا اس سے دار المصنفین سخت مالی پریشانیوں کا شکار ہو گیا تھا۔ لیکن اب اس ناجائز کاروبار کے دروازے بند ہو گئے ہیں۔ اب نیشنل بک فاؤنڈیشن اور دار المصنفین کے درمیان باقاعدہ ایک معاہدہ طے پا گیا ہے، اس معاہدے کے تحت پاکستان میں اس کی ۱۱۵ کتابوں کا حقِ طباعت پندرہ لاکھ روپے میں نیشنل بک فاؤنڈیشن کو حاصل ہو گیا ہے۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ نیشنل بک فاؤنڈیشن اس معیار کو برقرار رکھے گا جو دار المصنفین نے اپنی مطبوعات کے سلسلے میں قائم کر دیا ہے۔ اس معاہدے پر نیشنل بک فاؤنڈیشن کی طرف سے اس کے مینجنگ ڈائریکٹر یونس سعید نے اور دار المصنفین (اعظم گڑھ) کی طرف سے اس کے ڈائریکٹر مولانا سید صباح الدین عبد الرحمٰن نے دستخط کیے۔

ایک دوسرے ملک کی کتابوں کی اشاعت کا معاملہ بدرجہ غایت اہم اور غور طلب ہے اب دونوں ملکوں (پاکستان اور ہندوستان) کے درمیان خیر سگالی کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں حکومتوں کو دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ اس مسئلے پر بھی غور کرنا چاہیے۔ عین ممکن ہے کہ ہندوستان کے کچھ ادارے بھی ناجائز طور پر پاکستان کی کتابیں شائع کر رہے ہوں۔ اس کاروبار کو روکنا اور اس کے لیے کوئی قانون بنانا بڑا ضروری ہے۔

(م۔ لو۔ ب)